مولانا عبدالحق چوہان

آخری قسط

منصبِ صحابہؓ

اذاجاء ک المنفقون قالوانشهد انک لرسول الله والله یعلم انک لرسوله والله یشهد ان المنفقین لکذبون (المنافقون)

(ترجمہ) جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالی کو تو یہ معلوم ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ تعالی اس کی گواہی بھی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں

۲۔ فان امنوبمثل ماامنتم به فقداهتدوا وان تولوا فانماهم فی شقاق فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم (البقره)

(ترجمہ) اے اصحاب رسول! اگر یہود نصاری تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو وہ یقیناً ہدایت پائیں گے اور اگر وہ منہ موڑ جائیں تو پھروہی ضد پر ہیں سوائے نبی کے آپ کی طرف سے اللہ انکو کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے

اس آیتہ میں بھی اس حقیقت کا بیان ہے کہ صحابہ کرام کا ایمان باقی امت کے لیے "معیار حق" ہے

۳۔ والسّٰبقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضواعنه (التوبه)

(ترجمہ) اور جو مہاجرین وانصار میں سے سابق ومقدم ہیں اور جتنے لوگوں نے نیک کرداری میں ان کی پیروی کی اور اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے

اس آیتہ کریمہ کی تفسیر میں متعدد وجوہ بیان کیے گے ہیں ایک قول یہ ہے کہ مہاجرین کے دو گروہ ہیں ایک "السابقون الاولون" کا یعنی وہ حضرات جو کہ ہجرت مدینہ سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے اور دوسرا گروہ جو کہ ان حضرات کا متبع ہے اور اسی طرح انصار کے بھی دو گروہ ہیں ایک "السابقون الاولون" کا یعنی وہ حضرات جو کہ بیعت عقبہ اولی ثانیہ کے وقت اور حضرت ابوزرارہ منعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور دوسرا گروہ وہ جو ان کا متبع ہے اس تفسیر کے مطابق اس آیتہ کریمہ میں صحابہ کرام کے چار انواع کا تذکرہ ہے "والسابقون الاولون من المھجرین والانصار" میں دو کا ذکر ہے اور "والذین و تبعوہم" میں بھی دو کا ذکر ہے اب اس تفسیر کے مطابق صحابہ کے "معیارحق" ہونے کے مطلوب پر اس طرح استدلال کیا جائے گا کہ جب "السابقون الاولون" اپنے متبعین صحابہ کیلئے متبوع اورمقتداء ہیں اوران کی اتباع کی وجہ سے ان کو خدائے قدوس کی رضا اور خوشنودی جیسا انعام حاصل ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ یہی گروہ بعد میں آنیوالی امت کیلئے بطریق اولی متبوع اور مقتدا ہوگا علم اصول فقہ کی اصطلاح کے مطابق آیت سے یہ استدلال اپنے مطلوب پر بطریق دلالت النص کے ہے درج بالا تفسیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود الآلوسی المتوفی ۱۲۷۰ھ اپنی مشہور تفسیر روح المعانی فی تفسیر القران العظیم والسبع الثانی" میں مہاجرین سابقین کے متعلق کہتے ہیں

هم الذین اسلمواقبل الهجرة

یعنی وہ حضرات جو کہ ہجرت مدینہ سے قبل مسلمان ہوئے

اور انصار سابقین کا مصداق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

اهل بیعة العقبة الاولی وکانت فی سنة احدی عشر من البعثة وکانوافی بعض الروایات سبعة نفر واهل بیعة الثانیة وکانت فی سنة اثنتی عشر وکانواسبعین رجلاوامرئتین والذین اسلمواحین جاء هم من قبل رسول الله صلی الله علیه وسلم ابو زاره مصعب بن عمیر بن هاشم عبدمناف قدارسله علیه الصلاة والسلام مع اهل العقبة الثانیة یقرئهم القران ویفقهم الدین

(ترجمہ) وہ حضرات جو بیعت عقبہ اولی کے وقت مسلمان ہوئے تھے اور یہ واقعہ بعثت نبوی سے گیارہویں سال میں ہوا تھا اور یہ حضرات سات اشخاص تھے اور وہ حضرات جو بیعت ثانیہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے اور یہ واقعہ بعثت نبوی سے بارھویں سال میں ہوا تھا اور یہ حضرات ستر مرد اور دو عورتیں تھیں اور وہ حضرات جو کہ حضرت ابوزرارہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے بیعت عقبہ ثانیہ والے حضرات کے ساتھ مدینہ میں آئے تھے تاکہ ان لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور دین سمجھائیں۔

اور "والذین اتبعوھم باحسان" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وھم اللاحقون لسابقین من الفریقین

مہاجر اور انصار کے سابقین کو لاحق ہونے والے افراد

اور اس آیتہ کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ "والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار" سے تمام صحابہ مراد ہیں اور "والذین اتبعوھم باحسان" سے مراد بعد میں انے والی امت کے افرد ہیں اس تفسیر کے مطابق صحابہ کے "معیار حق" ہونے کا مقصد بالکل ہی واضح ہے کیونکہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد میں انے والی امت کے افراد کیلئے صحابہ کی اتباع کی وجہ سے اللہ تعالی کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہوگی یہ حکم تب ہی صحیح ہوسکتا ہے کہ صحابہ معیار حق ہوں کیونکہ غلط معیار کی اتباع پر خداوند قدوس کی خوشنودی حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کی وجہ سے انسان غضب ایزدی کا مستحق ہوجاتا ہے اس تفسیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ بغدادی مرحوم کہتے ہیں

والذین اتبعوھم بالایمان والطاعت الی یوم القیامت فالمراد بالسبقین جمیع المهاجرین والانصار رضی اللہ تعالی عنهم ومعنی کونهم سابقین انهم اولون بالنسبتہ الی سائر المسلمین (روح المعانی ص ۷ ج ۱۱)

(ترجمہ) وہ لوگ جو ایمان لائے اور اطاعت میں پیروی کرنیوالے ہیں ان سے مراد قیامت تک آنیوالی آمت کے افراد ہیں اور لفظ سابقین سے تمام مہاجر وانصار صحابہ مراد ہیں اور ان تمام حضرات کا صفت سابقین سے متصف ہونا اس لحاظ سے ہے کہ یہ حضرات آنیوالی امت کے افراد کی نسبت سے پہلے ہیں

اور علامہ بغدادی نے اس آیت سے یہ لطیف نکتہ بھی استنباط کیا ہے کہ

"والذین اتبعوھم باحسان" سے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ بعد میں آنیوالی امت کے افراد پر لازم ہے کہ وہ صحابہ کرام کی جماعت کا تذکرہ نیکی سے کریں ان کی لغزشات اور زلات کا تجسس اور تذکرہ نہ کریں اس لحاظ سے آیت سے اخذ کردہ یہ لطیف نقطہ ان لوگوں کیلئے درس عبرت ہے جو مشاجرات صحابہ کے پردے میں ان میں سے بعض حضرات کے اعمال اور اقدامات کو غلط انداز میں پیش کرتے ہیں اسی نقطہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ صاحب فرماتے ہیں

ان یتبعو ھم باحسان فی القول وان لایقولو افیهم سوء وان لایوجهوا الطعن فیما اقدموا علیہ (روح المعانی ص ۸ ج ۱۱)

ان کے پیچھے نیکی کے ساتھ ان کا تذکرہ کریں اور ان کے حق میں کسی قسم کی برائی کا ذکر نہ کریں اور نہ ہی ان کے اقدامات کو غلط انداز میں ذکر کریں

۴ - وعداللہ الذین امنوامنکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کمااستخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم (سورت النور)

(ترجمہ) تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ وعدہ کرتا ہے کہ انھیں زمین میں حکومت عطا کرے گا جب کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دے چکا ہے اور جس دین کو ان کیلئے پسند کیا ہے ان کو اس کے واسطے قوت دے گا

اس آیتہ کریمہ کی تفسیر کے متعلق حکیم الامت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی تفسیر میں دو (احتمال) ہیں ایک یہ کہ جن لوگوں کیلئے اس آیت میں خلافت کے حصول کا وعدہ کیا گیا ہے جب یہ وعدہ پورا ہوگا اور یہ حضرات سربر آراء خلافت ہونگے

تو اس وقت یہ دین اپنے ظہور اور غلبہ کے درجہ کمال پر فائز ہوگا اس تفسیری نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں
یکے انکہ ایں خلفاء کہ خلافت ایشاں موعود است چوں وعدہ منجز شود دین علی اکمل الوجوہ بظہور آید (ازالتہ الخفاء ص ۱۹ جلد ۱)
(ترجمہ) ایک احتمال یہ ہے کہ خلفاء کہ جن کی خلافت کا وعدہ کیا گیا جب یہ وعدہ پورا ہوگا تو اس وقت دین ظہور کے کمال درجہ پر فائز ہوگا

دوسرا احتمال یہ ہے کہ عبادات، معاملات، مسائل نکاح اور احکام خراج جو ان خلفاء راشدین کے دور خلافت میں ظاہر ہوں اور یہ حضرات ان احکام کی ترویج و اشاعت کی سرانجام دہی میں پوری کوشش کریں تو در حقیقت یہی احکام خدا کا پسندیدہ دین ہے اس لیے اس وقت اگر کسی مسئلہ میں خلفاء راشدین کا فیصلہ یا کسی واقعہ میں انکا فتوی مل جائے تو وہ شرعی دلیل ہوگا شاہ ولی اللہ رحمت اللہ علیہ کے اس تفسیری نقطہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ صحابہ کرام کے اجتہادات اور ان کے فتوے امت کے لیے حجت شرعیہ ہیں اور یہ حکم تب ہی صحیح ہوسکتا ہے کہ صحابہ معیار حق ہوں اور اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں کہ

دوم آنکہ ازباب عقائد وعبادات ومعاملات مناکحات واحکام خراج آنچہ درعصر مستخلفین ظاہر شود وایشان باہتمام تمام سعی در اقامت آں کنند دین مرتضی است پس اگر فی الحال قضاء مستخلفین در مسلہ یا فتوی ایشاں در حادثہ ظاہر شود آں دلیل شرعی باشد کہ مجتہد باں تمسک نماید زیرآنکہ آدین مرتضی است کہ تمکین آں واقع شد

دوسرا احتمال یہ کہ عبادات، معاملات، اور مسائل نکاح اور احکام خراج جو خلفاء کے دور خلافت میں ظاہر ہوئے ہیں اور خلفا نے ان کی ترویج اشاعت اور اقامت میں پورے اہتمام سے کوشش کی در حقیت یہ پسندیدہ دین ہے پس اگر اس زمانہ میں کسی حادثہ کے مطابق خلفاء کا فیصلہ یا فتوی ظاہر ہوجائے تو وہی دلیل شرعی ظاہر ہوگا اور لمجتہد اسی سے استدلال حاصل کریگا کیونکہ یہی پسندیدہ دین ہے جس کو اللہ تعالی نے قوت دی

اسی طرح احادیث نبویہ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ معیار حق ہیں

1۔ مہما اوتیتم من کتاب اللہ فالعمل بہ لا عذر لاحد کم فی ترکہ فان لم یکن فی کتاب اللہ فسنۃ منی ماضیۃ فان لم یکن سنۃ منی فما قال اصحابی ان صحابی بمنزلۃ النجوم فی السماء فایما اخذتم بہ اہتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمۃ (الکفایۃ ص ۴۸)

(ترجمہ) جس وقت تمھارے پاس کتاب اللہ موجود ہے اس کے حکم پر عمل کرنا تم پر واجب ہے اور اس کے حکم کو ترک کرنے پر تمھارے پاس کوئی عذر نہیں اور اگر کتاب اللہ میں اس کا حکم بیان نہ ہو تو پھر میری سنت نافذ ہوگی اور اگر میری سنت میں بھی یہ حکم نہ ہو تو پھر میرے صحابہ کے قول پر عمل ہوگا کیونکہ میرے صحابہ اس طرح ہیں جیسے آسمان پر ستارے جس صحابی کے قول کو بھی پکڑو گے ہدایت حاصل کرلوگے اور میرے صحابہ کا اختلاف تمھارے لیے رحمت ہوگا

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس فرمان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ معیار حق ہیں کیونکہ آپ نے ان کی اقتداء کرنے پر ہدایت کے ترتب کو بیان فرمایا ہے اور یہ حکم تب ہی صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ معیار حق ہوں

2۔ عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سئلت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یامحمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضہااقوی من بعض ولکل نورفمن اخذ بشی مماھم علیہ من اختلا فھم فھو عندی علی ھدی قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوات ص ۵۵۴ باب مناقب الصحابہ) (الفصل الثالث)

(ترجمہ) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنے بعد صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا اے محمد تیرے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے چاند ستاروں کی مانند ہیں بعض ستارے روشنی کے لحاظ سے بعض دوسرے ستاروں سے زیادہ ہیں لیکن نور ہر ایک میں موجود ہے جو شخص بھی ان کے اختلافی امور میں جس کی اقتداء کرے گا وہ شخص میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ چاند ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی اقتداء کروگے ھدایت پاؤگے

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس فرمان سے صحابہ کا معیار حق ہونا ثابت ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ حقیقت بھی مترشح ہوتی ہے کہ صحابہ کے اجتہادات کی نوعیت عام مجتہدین کے اجتہادات کی طرح نہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کے اجتہادی امور کے متعلق فرمایا ہے ولکل نور" حدیث کے اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابی کے اجتہاد میں اصابت حق کے نور کا عنصر موجود ہوتا ہے اگرچہ یہ اجتہادی امور مختلف فیہ بھی ہوں اسی لیے دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا "واختلاف اصحابی لکم رحمتہ "کیونکہ اگر اصابت حق کا نور صرف ایک طرف میں ہو تو پھر دوسرے صحابی کے اجتہاد میں نورانیت کا عنصر مفقود ہوجائے گا حالانکہ یہ بات حدیث کے حکم کے خلاف ہے۔

اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک وصیت منقول ہے جو کہ حدیث کی امہات الکتب مسند احمد، سنن ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ میں منقول ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کی طرح خلفاء راشدین کی سنت کو واجب الاتباع اور فتن وشرور سے نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے اور یہ حکم تب ہی صحیح ہوسکتا ہے کہ صحابہ معیار حق ہوں

3 ۔ انہ من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنتہ الخلفاء الراشدین عضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعتہ ضلالۃ

(ترجمہ) تم میں جو شخص میرے بعد زندہ رہے تو وہ بہت اختلاف دیکھے گا تو تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرو اس کو دانتوں سے مضبوط تھامو اور نوایجاد اعمال سے پرہیز کرو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے

اب ہمارے استدلال کی تیسری قسط یہ ہے کہ علماء امت کے اکابر بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے منصب معیار حق کے معتقد ہیں اصولی بات تو یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے بعد اب کسی کے قول پیش کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اس وقت جو لوگ صحابہ کرام کے بعض اقدامات کو غلط رنگ میں پیش کرکے ان کے دامن تقدس کو داغ دار کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں وہ اپنے اس قبیح کردار کے جواز کیلئے اکابر اکابر کی تکرار سے رطب اللسان ہیں اس معاملہ میں اصولی بات یہ ہے کہ صحابہ کے مقابلہ میں کسی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں خواہ وہ اکابر میں سے ہو یا کہ اصاغر میں کیونکہ صحابہ کرام ایک ایسی جماعت ہے جس کا تزکیہ خداوند قدوس کلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے اس لیے قرآن وحدیث کے مقابلہ میں کسی کے قول کا اعتبار نہیں امام ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمن المعروف بابن صلاح المتوفی ۶۴۲ھ اپنی مشہور کتاب "مقدمہ ابن صلاح" میں فرماتے ہیں

للصحابتہ باسرھم خصیصتہ وہی انہ لایسئل عن عدالتہ احدبل ذالک امرمفروغ منہ لکونہم علی الاطلاق معدلین بنصوص الکتاب والسنتہ واجماع من یعتد بہ فی الاجماع من الامت (ص ۱۴۶ النوع والتاسع والثلاثون) (معرفتہ الصحابہ)

تمام صحابہ کرام کی ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی کی عدالت یعنی ثقہ ومتقی ہونے کا سوال بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے اس لئے کہ ان کی عدالت قرآن وسنت کی نصوص قطعیہ اور اجماع امت جن لوگوں کا معتبر ہے اور ان کے اجماع سے ثابت ہے

ہماری اس رائے کی تائید امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہوئی جس کو صاحب "آثار الحدیث" نے علامہ ابن عبدالبر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ جب صحابہ کسی مسئلہ میں خود مختلف ہوں تو ان میں غور کرنا کہ کس کی بات درست ہے کیا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا" نہیں " تم جس کی چاہو پیروی کرو لیکن ان میں سے

کسی کے موقف پر رائے زنی نہ کرو

اذا اختلف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسئلتہ ھل یجوز فیہ ان تنظر فی اقوالھم لنعلم مع من الصواب منھم فتتبعہ فقال لایجوز النظر بین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت کیف الوجہ فی ذالک تقلدایھم

(جامع بیان العلم وفضلہ ص ۱۰۲ ج ۲ بحوالہ آثار الحدیث ج ۱ ص ۱۳۳)

(ترجمہ) صحابہ کرام میں جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو کیا جائز ہے کہ ہم ان کے قول کا جائزہ لیں کہ راستی کس کے پاس ہے تاکہ ہم اس کی پیروی کریں آپ نے فرمایا نہیں جائز کہ اصحاب رسول کا جائزہ لیا جائے میں نے کہا کہ پھر کیا کیا جائے آپ نے فرمایا ان میں سے جس کی چاہو پیروی کرلو

امت کے اکابر میں سب سے پہلا درجہ خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے خود انہیں کے اقوال سے یہ ثابت شدہ حقیقت منقول ہے کہ ان حضرات کے فتوے اعمال اور فیصلے امت کیلئے حجتہ شرعیہ ہیں ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ پر حالت احرام میں رنگ دار چادر دیکھی تو آپ نے فرمایا اے طلحہ یہ کیسا کپڑا ہے اس پر حضرت طلحہ نے کہا کہ اس رنگ میں خوشبو نہیں بلکہ یہ سرخ مٹی سے رنگا ہوا ہے اس پر حضرت عمر نے فرمایا تم ایسی جماعت ہو کہ لوگ تمہاری پیروی کریں گے اگر کسی جاہل نے یہ کپڑا دیکھ لیا تو وہ یہ کہے گا کہ طلحہ حالت احرام میں رنگین چادر پہنتا تھا یعنی تمہارا یہ عمل اس کیلئے حجتہ ہوگا

۱۔ ان عمربن الخاب رضی اللہ عنہ رای علی طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ثوبا مصبوغا وھو محرم فقال عمر ماھذاالثوب المصبوغ یاطلحہ قال یاامیرالمومنین انماہومن مدر قال انکم ایھاالرھط ائمتہ یقتدی بکم الناس وان رجلاً جاھلاً رای ھذا الثوب لقال ان طلحہ کان یلبس الثیاب المصبغتہ فی الاحرام (موطاامام محمد ص ۲۰۴ باب مایکرہ للمحرم ان یلبس الثیات)

(ترجمہ) تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ پر ایک رنگین کپڑا دیکھا حالانکہ وہ اس وقت حالتِ احرام میں تھے اس پر حضرت عمر نے ان سے کہا اے طلحہ یہ رنگین کپڑا کیسے ہے انہوں نے کہا اے امیرالمومنین یہ سرخ مٹی سے رنگا ہوا ہے اس میں خوشبو نہیں اس پر آپ نے فرمایا تحقیق تم گروہ امام ہو لوگ تمہاری اقتدا کریں گے اور اگر کسی جاہل مرد نے یہ کپڑا دیکھ لیا تو وہ کہے گا طلحہ حالتِ احرام میں رنگین کپڑا پہنتا ہے

اور امام اوزاعی رحمتہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۵۷ھ کا قول ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ھدایت کے چراغ تھے اس سے معلوم ہوتا ہے امام اوزاعی کا اعتقاد بھی یہی تھا کہ صحابہ معیار حق ہیں کیونکہ ان کا چراغ ھدایت ہونا تب ہی صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ معیار حق ہوں

2۔ کانوامصابیح الھدی وادعیتہ العلم حضروا من الکتاب تنزیلہ واخذ واعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاویلہ (تاریخ ابی زرعہ ج ۱ ص ۳۰۹ بحوالہ اثار الحدیث ص ۱۰۳ ج ۱)

(ترجمہ) یہ سب ھدایت کے روشن چراغ اور علم کے بڑے ظروف تھے جو قرآن کے نازل ہوتے وقت حاضرین تھے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قرآن کے مطالب پانے والے تھے امام ابوزرعہ المتوفی ۲۸۱ھ صحابہ کے اس منصب کو دین میں ان کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

3۔ اذا رئیت الرجل ینتقص احدامن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاعلم انہ زندیق فذالک ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عندنا حق والقران حق وانماادی الیناھذا القران والسنن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانمایریدون ان یجرحواشھود نالیبطلوا الکتاب والسنتہ والجرح بھم اولی فھم زنادقتہ

(الکفایہ فی علم الروایہ ص ۴۹)

(ترجمہ) جس وقت تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ میں کسی صحابی کی تنقیص کے جرم کا ارتکاب کررہا ہے تو یقین کرلو کہ یہ شخص بے

دین ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے نزدیک برحق ہیں اور قرآن مجید بھی برحق ہے اور ہم تک قرآن مجید اور احادیث کو نبی کریم کے صحابہ کرام نے پہنچایا ہے اور یہ بے دین لوگ صحابہ کی تنقیص کرکے دین کے اولین گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں تاکہ قرآن وسنت کو باطل گردانا جائے صحابہ تو جرح کے مستحق نہیں البتہ یہ لوگ جرح وتنقیص کے زیادہ مستحق ہیں اور یہ بے دین ہیں

جو لوگ صحابہ کرام کے خلاف زبان طعن دراز کرتے ہیں وہ "مشاجرات صحابہ" کے تذکرہ سے اپنے اس فعل قبیح کیلئے سند جواز پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل بیان کرکے ان صحابہ کی زوات مقدسہ کو مشق مطاعن بناتے ہیں جن حضرات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیاسی پالیسی سے اختلاف تھا مشاجرات صحابہ کے متعلق محتاط انداز فکر یہ ہے کہ ان معاملات کے متعلق سکوت اختیار کیا جائے اور حدیث کی روشنی میں اسکا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ــــــــــــــــــــ کے اختلاف میں حق دونوں طرف تھا البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ "اقرب الی الحق" تھے کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت مسلمانوں میں اختلاف ہوگا تو ایک فرقہ ان دونوں جماعتوں سے الگ ہوجائیگا تو مسلمانوں کی دونوں جماعتوں میں سے جو جماعت حق کے زیادہ قریب ہوگی اس فرقہ کو قتل کرے گی اور اس الگ ہونے والے فرقہ سے مراد خوارج ہیں اور ان کے ساتھ حضرت علی نے قتال کیا تھا

تمرق مارقتہ علی حین فرقتہ من المسلمین تقتلہم اولی الطائفتین بالحق (مہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۱۷)

(ترجمہ) مسلمانوں کے اختلاف کے وقت ایک ٹولہ الگ ہوجائے گا مسلمانوں میں سے انھیں وہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تواسط سے ایک حدیث منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خداوند قدوس سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ تیرے صحابہ اس طرح ہیں جس طرح آسمان میں چاند ستارے ہیں ہر ایک میں نور موجود ہے البتہ یعنی بعض دوسرے ستاروں سے زیادہ قوی ہیں۔

عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول سئلت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یامحمد ان اصحابک عندی بمنزلتہ النجوم فی السماء بعضہا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذا بشی مماہم علیہ من اختلافہم فہو عندی علی ہدی قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اصحابی کالنجوم فبائیہم اقتدتیم اہتدتیم مشکواۃ ص ۵۵۴)

(ترجمہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ سے سنا آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنے بعد صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالی نے میری طرف وحی نازل کی اور فرمایا اے محمد تیرے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں بعض ستارے روشنی کے لحاظ سے بعض دوسرے ستاروں سے قوی ہیں لیکن نور ہر ایک میں موجود ہے جو شخص بھی ان کے اختلافی امور میں جسکی اقتداء کرے گا وہ شخص میرے نزدیک ہدایت پر ہے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی اقتداء کروگے ہدایت پاؤ گے

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اصابت حق کا نور دونوں طرف میں ہے لہٰذا ان احادیث کے مفاہیم کے پیش نظر ہم کہتے ہیں کہ اصابت حق کا نور جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد میں ہے اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد میں بھی اصابت حق کا نور ہے البتہ کیفیت کا فرق ہے لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجتہاد میں خطاکار بنا کر مطعون کرنا ان احادیث کی روشنی میں جائز نہیں

مشاجرات صحابہ کے متعلق شیخ الاسلام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف النواوی رحمتہ اللہ تعالیٰ المولود ۶۳۱ھ المتوفی ۶۷۶ھ اپنی مشہور کتاب شرح مسلم میں زیر عنوان "کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم" میں تحریر کرتے ہیں

واعلم ان سبب تلک الحروب ان القضایا کانت مشتبھۃ فلشدۃ الشتباھھا اختلف اجتھادھم وصاروا ثلثۃ اقسام قسم منھم ظھرلھم بالا جتھاد ان الحق فی ھذا الطرف وان مخالفہ باغ فوجب علیھم نصرتہ وقتال الباغی علیہ فیما اعتقدوہ ففعلوا ذالک فلم یکن یحل لمن ھذہ صفتہ التاخر عن مساعدۃ امام العدل فی قتال البغاۃ فی اعتقادہ وقسم عکس ھولاء ظھر لھم بالا جتھاد ان الحق فی الطرف الاخر فوجب علیھم مساعدتہ وقتال الباغی علیہ وقسم ثالث اشتبھت علیھم القضیۃ وتحیروا فیھا ولم یظھرلھم ترجیح احدالطرفین فاعتزلوالفریقین وکان ھذا الاعتزال ھوالواجب فی حقھم لانہ لایحل الاقدام علی قتال مسلم حتی یظھر انہ مستحق لذالک فلو ظھرلھولاء رجحان احد الطرفین لماجاز لھم التاخر عن نصرتہ فی قتال البغاۃ علیہ فکلھم معذور ون رضی اللہ عنھم ولھذا اتفق اھل الحق ومن یعتد بہ فی الاجماع علی قبول شہادتھم ورواياتھم وکمال عدالتھم (نووی شرح مسلم ص ۲۷۲ ج ۲) (کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم)

(ترجمہ) اور جان لو بے شک ان جنگوں کا سبب معاملات کا اشتباہ تھا یہ اشتباہ اتنا شدید تھا کہ صحابہ کی اجتہادی آراء مختلف ہوگئیں اور وہ تین قسموں میں بٹ گئے صحابہ کی ایک جماعت تو وہ تھی جس کے اجتہاد نے اس نتیجہ تک پہنچایا کہ حق فلاں فریق کے ساتھ ہے اور اس کا مخالف باغی ہے لہٰذا اس پر اپنے اجتہاد کے مطابق برحق فریق کی مدد کرنا اور باغی فریق سے لڑنا واجب تھا اور ظاہر ہے کہ جس شخص کا یہ حال ہو اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ امام عادل و برحق کی مدد اور باغیوں سے جنگ کے فریضے میں کوتاہی کرے دوسری قسم اس کے برعکس تھی اور اس پر بھی اپنے اجتہاد کے مطابق امام عادل کی مدد کرنا اور باغیوں کا قتال کرنا لازم تھا اور تیسرا گروہ وہ تھا جس پر معاملہ مشتبہ ہی رہا ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کس کو ترجیح دیں تو وہ دونوں جماعتوں سے الگ رہے اور ان کے حق میں یہی واجب تھا کہ وہ الگ رہتے کیونکہ کسی مسلمان سے اس وقت تک لڑنا ہی درست نہیں جب تک یہ واضح نہ ہوجائے کہ وہ اس کا مستحق ہے اور اگر اس تیسرے گروہ کیلئے ان دو جماعتوں میں سے کسی ایک کا رجحان واضح ہوجاتا تو پھر ان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی مدد کرنے اور اس کے مخالف گروہ سے جنگ کرنے سے پیچھے رہتے پس سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے ان اجتہادی اقدامات میں معذور تھے اس وجہ سے اہل حق اور اجماع میں جن لوگوں کی حیثیت معتبر ہے وہ سب اس پر متفق ہیں کہ تمام صحابہ کی شہادتیں اور ان کی روایات مقبول ہیں اور ان کی عدالت درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل جمل اور اہل صفین کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنے اجتہاد کے مطابق معزور تھے روایات میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ اہل جمل اور اہل صفین کے متعلق غلو آمیز باتیں کر رہا ہے تو اس پر آپ نے فرمایا

سمع علی یوم الجمل ویوم صفین رجلا یغلوفی القول فقال لاتقولوالاخیر انماھم قوم زعموا انابغیناعلیھم فزعمنا انھم بغواعلینا فقاتلناھم (منھاج السنہ ص ۶۱ ج ۳)

(ترجمہ) واقعہ جمل اور واقعہ صفین کے یوم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ ان کے متعلق غلو آمیز باتیں کر رہا ہے تو اس پر آپ نے فرمایا کہ ان کے متعلق کلمہ خیر کے بغیر اور کوئی بات نہ کہو کیونکہ اس قوم نے یہ سمجھا ہے کہ ہم نے ان پر بغاوت کی ہے اور ہم نے یہ سمجھا کہ انھوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے اس لیے ہم نے ان سے قتال کیا۔

اور رفض بواح کا حامل فرقہ ضالہ ایک ایسا فرقہ ہے جو کہ شریعت کے ان تینوں مصادر کا انکار کرتا ہے اور قرآن مجید کے متعلق

ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کا اکثر حصہ حذف کردیا گیا ہے اور موجودہ قرآن مجید تورات اور انجیل کی طرح محرف ہے

الامر الرابع ذکر اخبار خاصتہ فیہا دلالتہ واشارہ علی کون القران کالتورات والانجیل فی وقوع التحریف والتغییر فیہ ورکوب المنافقین الذین استولوا علی الامتہ فیہ طریقتہ بنی اسرائیل فیہما وہی حجتہ مستقلتہ لاثبات المطلوب (فصل الخطاب ص ۷۰ بحوالہ ایرانی انقلاب ص ۲۶۴)

ترجمہ اور چوتھی بات ہے ان خاص روایات کا ذکر جو صراحتاً یا اشارۃً یہ بتلاتی ہیں کہ تحریف اور تغیرو تبدل کے واقع ہونے میں قرآن ۔ تورات اور انجیل ہی کی طرح ہے اور یہ بتلاتی ہیں کہ جو منافقین امت پر غالب آگئے (ابوبکرو عمرو غیرہ) وہ قرآن میں تحریف کرنے کے بارے میں اسی راستہ پر چلے جس راستہ پر چل کر بنی اسرائیل نے تورات ۔ انجیل میں تحریف کی تھی اور یہ ہمارے دعوی (یعنی تحریف) کے ثبوت کی مستقل دلیل ہے

حدیث نبویہ چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے توسط سے منقول ہے اور اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ معاذ اللہ یہ جماعت نبی کریم کی وفات کے بعد مرتد ہوگئی تھی

قال کان الناس اھل ردۃ النبی صلی اللہ علیہ الہ الاثلثتہ فقلت ومن الثلثتہ فقال المقداد بن الاسود وابوذر الغفاری وسلمان الفارسی رحمتہ اللہ علیہم وبرکاتہ

(فروع کافی ج ۳ کتاب الروضہ ص ۱۱۵ بحوالہ ایرانی انقلاب ص ۲۲۳)

(ترجمہ) امام باقر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہوگئے سوائے تین کے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا وہ تین کون تھے تو امام باقر نے کہا مقداد بن الاسود اور ابوذر غفاری اور سلمان فارسی ان پر اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں

ان کے اس ملحدانہ مرکزی عقیدہ کی بنا پر ذخیرہ احادیث کا انکار لازم آتا ہے مکثرین صحابہ یہ ہیں اور یہ حضرات ان ملحدین کے نزدیک معاذ اللہ مرتد ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی مروی احادیث کی تعداد ۵۳۷۴ ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کی مروی احادیث کی تعداد " ۲۶۳۰ ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کی مروی احادیث کی تعداد " ۱۶۶۰ ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور ان کی مروی احادیث کی تعداد " ۱۵۴۰ ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما

اور ان کی مروی احادیث کی تعداد " ۲۲۸۶ ہے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہما

اور ان کی مروی احادیث کی تعداد " ۱۱۷۰ ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ان کی مروی احادیث کی تعداد

" ۲۲۱۰ ہے اور اسی ارتداد صحابہ کے عقیدہ سے تعامل صحابہ اور ان کے معیار حق ہونے کا انکار بھی لازم آجاتا ہے اور جب انھوں نے مصادر شریعت کا ہی انکار کردیا ہے تو پھر ان کے پاس نہ شریعت اور نہ ہی فقہ ہے کیونکہ فقہ کا استنباط قرآن حدیث اور تعامل صحابہ سے ہوتا ہے

واعلم ان جمیع من ذکرناہم من فرق الامامیتہ متفقون علی تکفیر الصحابتہ ویدعون ان القران قدغیر عما کان و وقع فیہ الزیادہ والنقصان من قبل الصحابتہ ویزعمون انہ قد کان فیہ النص علی امامتہ علی فاسقطہ الصحابتہ عنہ ویزعمون انہ لااعتماد علی القران الان ولاعلی شی من الاخبار المرویتہ عن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ویزعمون انہ لااعتماد علی الشریعتہ التی فی ایدی المسلمین وینتظرون امام یسمونہ المہدی یخرج ویعلمہم الشریعتہ فلیسوا فی الحال علی شی من الدین فلیس مقصودہم من ھذا الکلام تحقیق الکلام فی الامامتہ ولکن مقصودھم اسقاط کلفتہ تکلیف الشریعتہ عن انفسہم حتی یتوسعوا فی استحلال المحرمات الشرعیتہ ویعتذروا عندالعوام بمایعدونہ من تحریف الشریعتہ

وتغییر القرآن من عند الصحابۃ ولا مزید علی ھذا النوع من الکفر اذ لا بقاء فیہ علی شی من الدین

(التبصیر فی الدین وتمییز الفرقۃ الناجیۃ عن الفرق الھالکین ص ۴۳ از امام ابو المظفر الاسفرائینی المتوفی ۴۷۱ ھ رحمہ اللہ تعالی)

(ترجمہ) اور جان لو تحقیق تمام روافض کے وہ فرقے کہ جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے وہ تمام کے تمام صحابہ کی تکفیر پر متفق ہیں اور ان کا دعوی ہے کہ قرآن مجید اپنی اصلی حالت پر موجود نہیں بلکہ صحابہ کی طرف سے اس میں زیادتی اور نقصان واقع ہوا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر تھا لیکن صحابہ نے اس کو ساقط کردیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن پر اعتماد نہیں اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث پر اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس جو شریعت ہے وہ غیر معتبر ہے اور وہ اس بات کے انتظار میں ہیں کہ مہدی منتظر آئے گا اور وہی شریعت کی تعلیم دے گا اس لیے فی الحال ان کے پاس کوئی شریعت نہیں اس کلام ان کا مقصد مسئلہ امامۃ کی تحقیق مقصود نہیں بلکہ درحقیت اس کلام سے ان کا مقصد اپنے آپ کو شرعی احکام کی تکلیف سے آزاد کرنا ہے تاکہ وہ شرعی محرمات کو اپنے لیے حلال قراردیں اور عوام کے سامنے اس مکروحیلہ کا اظہار کرتے ہیں کہ شریعت اور قرآن مجید میں تحریف واقع ہوگئی ہے اس سے کیا زیادہ کفر ہو سکتا ہے کیونکہ ان عقائد میں دین باقی نہیں رہتا

آخر میں ہم امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی المولود ۳۹۲ ھ المتوفی ۴۶۳ ھ کی کتاب "الکفایہ فی علم الروایہ" کے ایک باب کا ترجمہ پیش کرتے ہیں

امام ابوبکر خطیب بغدادی کی علمی جلالت کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے "نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر" میں ان الفاظ سے اعتراف کیا ہے

وجاء بعدھم الخطیب ابوبکر البغدادی فصنف فی قوانین الروایہ کتابا مسماہ " الکفایہ "وفی ادابہا کتابا مسماہ " الجامع لا داب الشیخ والسامع "وقل فن من فنون الحدیث الا وقد صنف فیہ کتابا مفردا فکان کماقال الحافظ ابوبکر بن نقطہ کل من انصف علم ان المحدثین بعد الخطیب عیال علی کتبہ

(ترجمہ) ان کے بعد خطیب ابو بکر بغدادی کا زمانہ آیا پس انھوں نے قوانین روایت میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام انھوں نے "الکفایہ" رکھا اور روایت کے آداب میں دوسری کتاب تصنیف کی جس کا نام "الجامع لآداب الشیخ والسامع" ہے فنون حدیث میں بہت کم ہی فن ہوگا جس میں خطیب نے مستقل کتاب تصنیف نہ کی ہو پس ان کی کتب کی یہ کیفیت ہے جس کے متعلق حافظ ابوبکر بن نقطہ (المتوفی ۶۲۹ ھ) نے کہا ہے جو شخص نظر انصاف سے دیکھے گا تو وہ یہ فیصلہ کرے گا کہ خطیب کے بعد جو محدثین بھی آئے ہیں وہ خطیب کی کتب پر بمنزلہ عیال کے ہیں

" بلب ماجاء فی تعدیل اللہ و رسولہ للصحابۃ " یعنی اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کی عدالت کو بیان کرنا

تحقیق صحابہ کے متعلق انکی ثقاہت اور عدالت کا سوال نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ ان راویوں کے متعلق کیا جائے گا کہ جو راوی ان کے بعد ہیں ہر وہ حدیث کہ جسکی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک متصل ہو اس پر عمل کرنا اس وقت تک لازم نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی اسناد کے راویوں کی عدالت پر نظر نہ کی جائے ہاں وہ صحابی کہ جس سے یہ حدیث منقول ہو اس کی عدالت اور ثقاہت کے متعلق بحث ونظر نہ کی جائیگی کیونکہ ان کی عدالت اللہ تعالی کے کلام سے ثابت ہے اور خود خدائے قدوس نے اس کا تذکیہ بیان کیا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالی نے خود ہی ان کی عدالت کی خبردی ہے

1- کنتم خیر امت اخرجت للناس

تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کی رہنمائی کے لیے پیدا کیا گیا

"فائدہ ازمترجم"۔ اس آیت کے مصداق کے متعلق آئمہ تفسیر کے تین قول زیادہ مشہور ہیں اول یہ کہ "کنتم" سے تمام صحابہ مراد ہیں یہ ضحاک کاقول ہے ثانی یہ ہے کہ اس سے مراد صحابہ میں سے مہاجرین ہیں یہ حضرت ابن عباس کا ایک قول ثالث یہ کہ اس سے پوری امت مراد ہے یہ حضرت ابن عباس کا دوسرا قول ہے بہرکیف جو قول بھی مراد لیاجائے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کے اولین مصداق ہیں

والخطاب قیل لاصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصتہ والیہ ذھب الضحاک وقیل للمھاجرین من بینھم فھو احد خبرین عن ابن عباس وفی اخر انہ عام الامت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (روح المعانی ص ۲۷ ج ۴)

(ترجمہ) بعض نے کہاکہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو خاص خطاب ہے اور یہ ضحاک کا مذہب ہے اور بعض نے کہاکہ اس سے مراد صحابہ میں سے مہاجرین ہیں یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے اور ان کا دوسرا قول یہ ہے اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت مراد ہے ۱۲

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا دوسرا قول ہے

2۔ وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت عادل بنا دیا ہے تاکہ گواہ رہو لوگوں پر اور رسول گواہ رہیں تم پر

اور یہ لفظ اگرچہ عام ہے لیکن اس سے مراد خاص افراد ہیں یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعض نے کہا ہے کہ اس آیت کا تعلق بھی صرف صحابہ سے ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے

3۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونک تحت الشجرت فعلم مافی قلوبھم فانزل السکینتہ علیھم واثابھم فتحا قریبا "سورت فتح"

بے شک اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے خوش ہواجنھوں نے آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کے خلوص کو جانا اوراپنی طرف سے ان پر تسکین نازل فرمائی اور انہیں فتح عنایت کی

فائدہ از مترجم:۔ اس آیتہ میں اس بیعت کا ذکر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں مسلمانوں سے عزم جہاد پر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کے لیے انکی خبر شہادت سن کر لی تھی اس بیعت کا مشہور نام بیعت الرضوان ہے یہ ان خوش نصیب مومنین بیعت کرنے والوں کیلئے پروانہ رحمت ہے اور ان حضرات کی نضیلت کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے توسط سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

انتم خیو اھل الارض فیبنغی لکل من یدعی الاسلام حبھم وتعظیمھم والرضا عنھم

(روح المعانی ص ۱۰۸ ج ۲۶)

(ترجمہ) تم لوگ روئے زمین پر بسنے والے لوگوں سے بہتر ہو پس وہ شخص جو کہ مسلمان ہونے کا مدعی ہو اس پر لازم ہے کہ ان سے محبت رکھے ان کی عظمت کا اعتقاد رکھے اوران سے راضی ہو

اوراللہ تعالیٰ کا قول ہے!

4۔ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ

"سورت توبہ"

اور مہاجرین وانصار میں سے سبقت کرنیوالے پہلے لوگ اور وہ جنھوں نے نیکی میں ان کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان سب سے خوش ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر خوش ہیں

اور اللہ تعالی نے فرمایا والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم "سورت واقعہ
اسلام کی طرف سبقت کرنے والے بہت مقرب اونچے مرتبے والے لوگ ہیں یہی نعمتوں والی جنت میں بھی پہلے داخل ہونے والے ہیں

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے

6 - یاایہاالنبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین "سورت الانفال"

اے نبی آپ کے لیے اللہ تعالی کافی ہے اور وہ مومنین بھی جنہوں نے آپ کا اتباع کیا

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے

7 - للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا وینصرون اللہ و رسولہ اولئک ھم الصادقون والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ہاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون " سورت الحشر "

(ترجمہ) ان حاجتمند مہاجروں کا حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے جدا کردیئے گے ہیں اور اللہ تعالی کے فضل اور رضا مندی کے طلب گار ہیں اللہ اوراس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی تو صادق ہیں اور ان لوگوں کا بھی جنہوں نے اپنے گھروں میں جگہ دی اوران کے انے سے پہلے ایمان کو جگہ دی ہجرت کرکے آنیوالوں سے محبت کرتے ہیں اور اپنے سینوں میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے بلکہ ان کو اپنی جان پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود تنگ دست ہی ہوں اورجو بھی نفس کی بخیلی سے بچ گئے وہی نجات پانے والے ہیں

- فائدہ ازمترجم -- ان آیات کے بعد یہ آیت ہے

والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم " سورت الحشر "

(ترجمہ) اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے اور وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفیق ہے بڑا مہربان ہے

مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیات قیامت تک آنے والے تمام مومنین کو شامل ہیں کیونکہ " للفقراء المہاجرین " صحابہ مہاجرین کو شامل ہے اور "والذین تبوؤالدار" یہ انصار مراد ہیں اور "والذین جاوا من بعدھم " سے باقی امت مراد ہے

فالایۃ قد استوعبت جمیع المومنین (روح المعانی ص ۵۴ ج ۲۸)

--- آیۃ تمام مومنین کو شامل ہے

اور ان آیات کے مفہوم سے اس بات پر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ جو شخص " سبّ صحابہ "کے جرم کا ارتکاب کرے تو وہ مومن نہیں چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق منقول ہے کہ انہیں ایک شخص کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ بعض مہاجرین کے متعلق زبان طعن دراز کرتا ہے آپ نے اس کو بلایا اور اس کے سامنے " للفقراء المہاجرین والی آیت کی تلاوت کی اور اس سے سوال کیا کہ کیا تم اس جماعت میں شامل ہو؟ اس نے کہا نہیں پھر یہ آیت "والذین تبوؤالدار " تلاوت کی اوراس سے سوال کیا کہ کیا تم اس جماعت میں داخل ہو؟

اس نے کہا نہیں پھر یہ آیت و الذین جاؤا من بعد ھم تلاوت کی اور پھر پوچھا کہ کیا تم اس جماعت میں شامل ہو؟

اس نے کہا مجھے امید ہے کہ اس جماعت میں داخل ہوں اس

پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو اس جماعت میں داخل نہیں کیونکہ اس جماعت میں وہ شخص داخل نہیں ہو سکتا جو ان کی سب کرتا ہو

عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما انہ سمع رجلا وھو یتناول بعض المہاجرین فدعاہ فقراء علیہ " للفقراء المہاجرین " الایتہ ثم قال ہولاء المہاجرون افمنہم انت ؟قال لا ثم قراء علیہ "والذین تبوؤالدار والایمان " الایتہ ثم قال

ھٰؤلاء الانصار افمنھم انت ؟ قال لا ثم قرأ علیہ والذین جاؤا و من بعدھم الآیۃ

ثم قال افمن ھٰؤلاء انت ؟ قال لاجو قال لاواللہ لیس من ہولاء من سب ہولاء (روح المعانی ص ۵۵ ج ۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے متعلق سنا کہ وہ بعض مہاجرین کے متعلق زبان طعن دراز کرتا ہے اس کو آپ نے بلایا اور اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی " للفقراء المہاجرین "پھر پوچھا کہ یہ تو مہاجرین ہیں کیا تم ان سے ہو ؟ اس نے کہا نہیں اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی "والذین تبوؤالدار"

پھر فرمایا کہ یہ انصار ہیں کیا تم ان میں سے ہو ؟ اس نے کہا نہیں اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی : روالذین جاؤا من بعدھم

پھر فرمایا کیا تم ان میں

سے ہو ؟ اس نے کہا کہ امید ہے کہ میں ان میں سے ہوں آپ نے فرمایا نہیں قسم بخدا اس جماعت میں وہ شخص داخل نہیں سکتا جو پہلی دو جماعتوں کے متعلق زبان درازی کرتا ہو

اور بعض روایات میں ہے کہ بعض مہاجرین میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مراد ہیں اس کے علاوہ بہت سی آیات ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی صحابہ کی اسی طرح توصیف بیان کی ہے اور ان کی تعظیم کا ذکر بھی کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس مضمون کی بہت سی احادیث منقول ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جس کو حافظ ابو نعیم نے اپنی سند سے بیان کیا ہے یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کے توسط سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

1 ۔ خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یجی قوم تسبق ایمانہم شہادتہم ویشہدون قبل ان یشہدوا

(ترجمہ) سب امت سے بہترین زمانہ میرا ہے اس کے بعد وہ لوگ جو ان سے ملنے والے ہونگے اس کے بعد وہ جو ان سے ملنے والے ہونگے اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو شہادت دینے سے پہلے قسم اٹھایا کریں گے اور بغیر طلب کے شہادت دیں گے

خطیب نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے جو کہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کے توسط سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

2 ۔ خیر کم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم قال ابو ھریرہ فلا ادری ذکرہ مرتین اوثلاثا ثم یخلف من بعد ھم قوم یحبون السمانتہ ویشہدون ولایستشہدون

(ترجمہ) سب امت سے بہترین زمانہ میرا ہے اس کے بعد جو لوگ ان سے ملنے والے ہونگے اس کے بعد جو لوگ ان سے ملنے والے ہونگے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ یہ لفظ آپ نے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ ان کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو مٹاپے کو پسند کریں گے اور اس حال میں شہادت دیں گے کہ ان سے شہادت نہ طلب کی جائے گی

ایک اور روایت ہے جو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ

3 - خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یخلف قوم تسبق ایمانہم شہادتہم ثم یظہر فیہم السمن
(ترجمہ) سب لوگوں سے بہتر میرا زمانہ ہے اس کے بعد وہ لوگ جو ان سے ملنے والے ہوں اسکے بعد وہ لوگ جو ان سے ملنے والے ہوں گی ان کے بعد ایسی قوم آئے گی جس کی قسمیں گواہی دینے سے پہلے سبقت کریں گی اور ان کے اندر موٹاپا ظاہر ہوگا

ایک روایت ہے جو کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
4 - لاتسبوا اصحابی فوالذی نفس بیدہ لو انفق احد کم مثل احد ذہبا ماادرک مدا احدہم ولانصیفہ
(ترجمہ) میرے صحابہ کو گالی مت دو خدا کی قسم اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد یا نصف مد (جو) کے اجر کو بھی نہیں پہنچ سکتا
ایک روایت ہے جو کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
5 - مہما اوتیتم من کتاب اللہ فالعمل بہ لاعذر لاحد کم فی ترکہ فان لم یکن فی کتاب اللہ فسنۃ منی ماضیۃ فان لم یکن سنۃ ماضیۃ فماقال اصحابی - ان اصحابی بمنزلۃ النجوم فی السماء فمایہا اخذ تم بہ اہتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمۃ
(ترجمہ) جب کوئی حکم تمہیں کتاب اللہ سے ملے تو اس پر عمل کرو اور اس کو چھوڑنے کے لیے تمہارے پاس کوئی عذر نہیں پھر اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری سنت ثابتہ پر عمل کرو اور اگر میری سنت ثابتہ نہ ملے تو پھر میرے صحابہ کے قول پر عمل کرو یقیناً میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جس کی پیروی کروگے ھدایت پاؤگے اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمۃ ہے
ایک روایۃ ہے جو کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا
6 - سئلت ربی فیما اختلاف فیہ اصحابی من بعدی فاوحی اللہ الی یامحمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضہا اضوا من بعض فمن اخذ انشی مماہم علیہ من اختلافہم فہو عندی علی ھدی
میں نے اپنے بعد صحابہ کے اختلاف کے متعلق اللہ تعالی سے سوال کیا تو اللہ تعالی نے میری طرف وحی نازل کی کہ اے محمد تیرے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں اور بعض دوسرے زیادہ تابندہ تر ہیں اور پھر جس نے جس صحابی کی راہ بھی اختیار کرلی وہ میرے نزدیک ھدایت پر ہیں
ایک روایۃ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا
ان اللہ اختارنی واختار اصحابی فجعلہم اصہاری وجعلہم انصاری وانہ سیجیئ فی اخرالزمان قوم ینتقصونہم الا فلا تناکحوہم الا فلا تناکحوالیہم الا فلا تصلوا معہم الا فلا تصلوا علیہم، علیہم حلت اللعنۃ
اللہ تعالی نے مجھے سب مخلوق سے برگزیدہ کیا اور میرے صحابہ کو دوسرے لوگوں سے برگزیدہ کیا یہی میرے مددگار ہیں اور انہی میں سے میرے داماد اور سسر ہیں آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے اور جو ان کی عیب جوئی کریں گے ان کے ساتھ رشتہ مناکحت نہ کرنا اوران کے ساتھ ملکر نماز نہ پڑھنا اگر مرجائیں تو انکا نماز جنازہ نہ پڑھنا اور ان پر خدا کی لعنت ہے
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی مدح وثناء کے متعلق بہت سی احادیث منقول ہیں اور سب حدیثیں قرآن مجید کی ان آیات کے مفہوم کے مطابق ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی مدح بیان کی گی ہے قرآن مجید کی یہ آیات

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحابہ کی پاکدامنی اوران کی عدالت پرقطعی دلیل ہیں جب صحابہ کرام کی عدالت و ثقاہت کو اللہ تعالی نے بیان کردیا ہے تو پھر وہ حضرات کسی انسان کی عدالت بیان کرنے کے محتاج نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے قلوب کی کیفیت سے مطلع کردیا ہے پس وہ صحابہ اسی صفت پر ہونگے جب تک کہ ان سے کوئی ایسافعل صادرنہ ہوجوکہ صریح گناہ ہو اور کسی تاویل کو قبول نہ کرے ایسے فعل کے صدور اور ارتکاب کے بعد ان کی عدالت ساقط ہو جائیگی لیکن اللہ تعالی نے ان کا درجہ ایسے فعل کے ارتکاب سے بلند کیا ہے اور اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے بالفرض خداوند قدوس کی طرف سے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ان کی مدح اور عدالت کے متعلق اگر کوئی ایک لفظ بھی منقول نہ ہو تب بھی ان کے حالات اور زندگی کے واقعات ان کی عدالت وثقاہت ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں کیونکہ انھوں نے اللہ تعالی کے دین کے لیے ہجرت کی جہاد کیا اپنی عزت اورمال کو اللہ کے راستے میں خرچ کیا اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد کو اللہ کے دین کے مقابلہ میں قتل کیا اور دین کی خیر خواہی اور ان کی قوت ایمانی ان کی عدالت اور پاک دامنی پر برہان بین ہے اور یہ حضرات خود بعد کے تعدیل اور تزکیہ بیان کرنے والے لوگوں سے افضل ہے

اہل بدعت کی ایک جماعت کا ایک مسلک یہ ہے کہ صحابہ کی یہ عدالت اس وقت تھی جب ان کے درمیان اختلافات اور لڑائیاں قائم نہ ہوئی تھیں جب ان کے درمیان لڑائیاں واقع ہوگیں اور انھوں نے ایک دوسرے کی خون ریزی کا ارتکاب کیا تو پھران کے اعمال سے ان کی عدالت ساقط ہوگئی اور جب یہ لوگ باقی صحابہ میں مل گے تو ان سب کی عدالت مشتبہ ہوگئی اس لیے اب سند میں ان کے حالات کی بحث ہوگی اور دیکھا جایگا اس صحابی کا تعلق کس گروہ سے ہے لیکن اہل علم اور محققین میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو صحابہ کی طرف سے ایسے عمل کی نسبت کرے جو کہ تاویل کے قابل نہ ہو اور اجتہاد پر مبنی ہو بلکہ اشتباہ حال کے باعث صحابہ کے ان واقعات کو اجتہاد پر معمول کیا جائے جب کہ آئمہ مجتہدین کا اختلاف اجتہاد پر مبنی ہے اسی طرح ان صحابہ کا اختلاف بھی اجتہاد پر مبنی قراردیا جائے گا اس لیے انکی عدالت اسی طرح باقی ہوگی جس طرح کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اوریقینی طور پر ان سے کوئی ایسا عمل صادر نہیں ہوا جوان کی عدالت کو ساقط کرسکے امام ابو زرعہ رازی کا قول ہے کہ

جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر تنقید کررہا ہو تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے کیونکہ ہمارے عقیدہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور قرآن مجید اور سنت کریم تک صرف انہی صحابہ نے پہنچایا ہے اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے شاہدوں پر جرح کریں تاکہ کتاب وسنت رسول مجروح ہوجائے اور یہ دشمنان دین خود جرح کئے جانے کے زیادہ مستحق ہیں اور یہی زندیق لوگ ہیں

الحمدللہ اولا واخرا ظاہرا وباطنا وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمدالمصطفی ملاہ بہافی الاخرہ ودرحتبہ وعلی اخوانہ من النبین والا واصحابہ الاخیار فتابعیہم بالاحسان اجمعین - امین ثم امین

ارشادرسول علیہ السلام:

یامعاویۃ ان ولیت امراً فاتقی اللہ واعدل

اے معاویہ اللہ کی طرف سے تمہیں حکومت عطاء کی جائے گی۔ اللہ سے ڈرتے رہنا اورعدل کرنا۔